بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

الحمدللّٰہ کفیٰ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اَمابعد:

اسلامی شریعت دنیا کے دیگر مذہبی قوانین کے مقابلہ میں اپنی الگ خصوصیات رکھتی ہے، اس کی اہم ترین بات یہ ہے کہ اس کے یہ مذہبی قوانین اپنے ماننے والوں کے مذہبی معاملات کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے دیگر معاملات کے لیے بھی ہدایات رکھتے ہیں، ان کی یہ ہدایات زندگی کی مناسب اور معقول ضرورتوں کو روکتی نہیں ہیں، بلکہ یہ صرف ان میں بہتری وافادیت کی صورتوں کی وضاحت اور تلقین کرتی ہیں۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ان کی زندگی کے تمام معاملات میں اس بات کا دھیان رکھنے کی تاکید کرتا ہے کہ انسان مخلوق ہے، خالق نہیں ہے، وہ مطلق اور بے مہار نہیں، وہ اس کائنات کے خالق ومالک کا بندہ ہے، اس کو اپنے رب کی بندگی کے جو طریقے اس کے رب کی طرف سے بتائے گئے ہیں اس کو ان پر عمل کرنا ہے۔ وہ طریقے چونکہ اس کے رب کی طرف سے بتائے ہوئے ہیں، اور وہ اس کا بندہ ہے لہٰذا وہ خود ان میں کوئی کمی وبیشی نہیں کر سکتا۔ اور اسے ایسے ملک میں جہاں اختیار واقتدار ملی مسلمانوں کا نہ ہو خود مسلمانوں کو پرائیویٹ ذرائع اور دستور سے حاصل شدہ اختیار سے اپنے پروردگار سے ملے ہوئے قوانین کی پابندی اور حفاظت کی ذمہ داری انجام دینا ہے۔

ہمارا یہ ہندوستانی وطن چونکہ اسی نوعیت کا ہے اس لیے ضرورت کا تقاضہ ہوا کہ اپنی شریعت پر عمل کو قابل عمل اور محفوظ بنانے کے لیے ایک اعلیٰ سطح کا مشترک اتحاد جمہوری حقوق کے استحقاق کی بنا پر قائم ہو، چنانچہ ہمارا یہ پرسنل لا بورڈ قائم ہوا، اور اس نے مسلمانوں کے تمام گروہوں اور جماعتوں کو ایک متحدہ پلیٹ فارم پر ان کے نمائندوں کے ذریعہ جمع کیا، اور وہ دستور اور جمہوری حقوق کی بنا پر ایک جمہوری طاقت کی حیثیت سے سامنے آیا، اور اس نے اپنی اس جمہوری طاقت کے ذریعہ الحمدللہ اب تک اپنے اوپر لی ہوئی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا، اس نے ملت کے بنیادی ومشترک مسائل کو ضرورت پڑنے پر ضرورت کے مطابق کوششیں کیں، جو ہندوستان کے سیکولر دستور اور جمہوری اصولوں کے دائرہ میں رہتے ہوئے کی گئیں۔

اس طرح یہ بورڈ تمام مسلمانوں کے ایک متفقہ ومشترک پلیٹ فارم کی حیثیت سے ہندوستانی ملت اسلامیہ کا قابل اعتماد ادارہ ثابت ہوا جس نے اپنے ممکنہ وسائل اور مناسب حکمت عملی سے متعدد مشکل معاملات کو حل کیا، جو الحمدللہ بورڈ میں شریک جماعتوں اور گروہوں کے نمائندوں کے آپسی تعاون سے انجام پائے، اور آئندہ بھی انشاءاللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ہمارا یہ خبرنامہ اس مقصد سے جاری کیا گیا ہے کہ بورڈ کی اہم کارکردگیاں کچھ کچھ وقفہ سے سامنے آتی رہیں، اور مسلمانوں کو معلوم ہوتا رہے کہ بورڈ اپنے وسائل کے حدود میں برابر کوشاں ہے اور اس کا جو فرض ہے وہ انجام پا رہا ہے۔

سید محمد رابع حسنی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔ نئی دہلی
۱۴۲٦/۱۲/۱۸ھ/ ۲۰۰٦/۰۱/۱۹ء

سہ ماہی نئی دہلی

خبر نامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر-۱ | جنوری، فروری، مارچ ۲۰۰۶ء | شمارہ نمبر-۱

ایڈیٹر

(مولانا) سید نظام الدین

خط و کتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

76A /1، مین مارکیٹ اوکھلا، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, Telefax:. 011-26314784

E-mail:aimplboard@vsnl.net

ایڈیٹر پرنٹر وپبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 76A/1، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	پیغام	(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی	
۲	اداریہ	(حضرت مولانا) سید نظام الدین	۳
۳	نکاح نامہ: صحیح سمت میں اہم قدم	(جناب) سید شہاب الدین	۵
۴	خوبصورت گھر، خوبصورت معاشرہ	(مفتی) فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی	۹
۵	بیوہ خواتین کی کفالت اور معاشرہ کی ذمہ داریاں	(مولانا) محمد اسرار الحق قاسمی	۱۰
۶	اصلاح فرد و معاشرہ — صوفیاء کا نقطۂ نظر و طریقۂ کار	(شاہ قادری) سید مصطفیٰ رفاعی جیلانی	۱۲
۷	اصلاح فرد و معاشرہ — صوفیاء کا طریقۂ کار	(مولانا) مفتی مکرم احمد	۱۴
۸	اسلام اور تکریم انسانیت	(مولانا) یٰسین اختر مصباحی	۱۸
۹	میراث کی تقسیم اور عورتوں کی حق تلفی کا مسئلہ	(ڈاکٹر) محمد فہیم اختر ندوی	۲۵
۱۰	قضاء اور نظام قضاء	قاضی عبدالجلیل قاسمی	۲۷
۱۱	قیام دارالقضاء اور مسلم پرسنل لا بورڈ	(مولانا) عتیق احمد قاسمی	۳۰
۱۲	مشترک خاندان	(مولانا) عبداللہ طارق	۳۲
۱۳	معاشرہ کی اصلاح سے متعلق کچھ ضروری باتیں	(مولانا) محمد برہان الدین سنبھلی	۳۵
۱۴	اصلاح معاشرہ ملک و ملت کی ضرورت	(مفتی) محمد ارشد فاروقی	۴۰
۱۵	اصلاح معاشرہ ایک ہمہ گیر تحریک کا تصور	(مفتی) مشتاق تجاروی	۴۲
۱۶	اصلاح معاشرہ کی جہتیں	(مفتی) احمد نادر القاسمی	۴۵
۱۷	پریم کا سندیش	(مولانا) خالد سیف اللہ رحمانی	۵۲
۱۸	تحریک اصلاح معاشرہ (اجلاس بھوپال رپورٹ)	(مولانا) محمد ولی رحمانی	۵۵
۱۹	اصلاح معاشرہ تحریک جاری ہے	مولانا محمد رضاء الرحمٰن رحمانی	۶۱
۲۰	اصلاح معاشرہ تحریک	مجاہد الاسلام رحمانی	۶۴
۲۱	کیرالہ میں دفتر اصلاح معاشرہ کا افتتاح	....	۶۶
۲۲	مرکزی دفتر بورڈ کی بھوپال اجلاس کے بعد مختصر کارکردگی رپورٹ	محمد وقار الدین لطیفی	۶۹

اداریہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا کارواں ــــــ رواں دواں

سید نظام الدین
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہندستانی مسلمانوں کے لیے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جو اس وقت اپنی گرانقدر خدمات کے باعث مسلمانوں کا واحد باوقار اور قابل اعتبار و اعتماد ادارہ بن گیا ہے۔

مسلم پرسنل لا بورڈ کے نام کے ساتھ ہی ذہن کے پردے پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا کنونشن کی مناظر سامنے آجاتے ہیں۔ آج سے ۳۳/سال پہلے ۲۸/دسمبر ۱۹۷۲ء کو ممبئی میں مسلم پرسنل لا کنونشن ہوا تھا، اس تاریخی اجلاس میں پورے ملک سے تمام مسلم تنظیموں، مسالک اور فرقوں کے ایک ہزار سے زائد نمائندے شریک ہوئے اور سب نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ وہ اس ملک میں ہر تکلیف گوارہ کر سکتے ہیں لیکن مسلم پرسنل لا جو شریعت اسلامی کا ایک اہم حصہ ہے اس میں کوئی ترمیم اور مداخلت گوارہ نہیں کریں گے، اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ دستور ہند کے رہنما اصول کی دفعہ (۴۴) کو منسوخ کردے، یا مسلمانوں کو اس سے مستثنیٰ کردیا جائے۔ اس دفعہ میں مستقبل کے لیے حکومت ہند کو مشورہ دیا گیا کہ وہ آئندہ ملک کے تمام باشندوں کے لیے یکساں سول کوڈ بنائے تجویز میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ دفعہ دستور میں دی گئی مذہبی آزادی کے خلاف ہے۔

اس اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ جب تک دفعہ (۴۴) باقی ہے یکساں سول کوڈ کی تلوار ہماری گردن پر لٹکتی رہے گی اس لیے آئندہ مسلم پرسنل لا کے تحفظ کے لیے ایک مستقل بورڈ قائم کیا جائے۔ ممبئی کنونشن میں اجلاس نمائندگان کے علاوہ ایک عام اجلاس بھی ہوا جس میں پانچ لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی، ملکی سطح پر اس کا بہت اچھا اثر پڑا اور کہنا چاہئے کہ خلافت تحریک کے بعد پہلی بار سارے مسلمان بلاتفریق مسلک و مشرب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے پھر چند مہینوں کے بعد ہی ۶/اپریل ۱۹۷۳ء میں حیدرآباد میں جملہ نمائندگان کا اجلاس ہوا اور باضابطہ ”آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ“ کی تشکیل عمل میں آئی، دستور منظور ہوا، مقاصد اور طریقہ کار طے ہوئے اور عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب باتفاق آراء صدر منتخب ہوئے۔ حضرت امیر شریعت رابع جو اس تحریک کے روح رواں تھے بورڈ کے پہلے جنرل سکریٹری قرار پائے۔ اس طرح تحفظ شریعت کا یہ قافلہ چلا جو اب تک بورڈ کے طے کردہ مقاصد کی روشنی میں سرگرم عمل ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب کے انتقال کے بعد آل انڈیا مسلم پرسنل لا کے اجلاس مدراس (چنئی) میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو اتفاق رائے سے بورڈ کا صدر منتخب کیا گیا جنہوں نے ایک صاحب عزیمت اور بالغ نظر قائد کی حیثیت سے اس کارواں کو آگے بڑھایا انہیں کے عہدہ صدارت میں محرک بورڈ حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی امیر شریعت امارت شرعیہ بہار نے ۱۹۹۱ء میں داغ مفارقت دیدی، اگر قاری محمد طیب صاحب اور مولانا علی میاں ندوی اس تحریک کا دل تھے تو ہمارے حضرت امیر شریعت اس تحریک کا دماغ تھے وہ مستقبل کی بھیانک اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کو اپنی فراست ایمانی اور دیدہ بصیرت سے دیکھ لیا کرتے تھے جس کی مثال قیام بورڈ ہے۔ آپ کے وصال کے بعد اس عاجز کو یہ ذمہ داری دی گئی، اسی دوران ۳۱/دسمبر ۹۹ء کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا وصال

ہوگیا، اس کے بعد لکھنؤ کے انتخابی اجلاس میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب کو بورڈ کا تیسرا صدر منتخب کیا گیا، مشیت الٰہی تھی کہ دوسال کے بعد ہی ۴/ اپریل ۲۰۰۲ء میں آپ بھی ہم لوگوں سے جدا ہوگئے، آخر جون ۲۰۰۲ء کے سالانہ اجلاس حیدرآباد میں اتفاق رائے سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کو چوتھا صدر منتخب کیا گیا۔ بحمد للہ اس وقت آپ کی صدارت وسرپرستی اور رہنمائی میں بورڈ کا یہ کارواں رواں دواں ہے اس وقت بورڈ کے ارکان کی تعداد ۲۰۱ ہے جس میں ۲۵/ خواتین کے نام بھی ہیں، ۴۱/ افراد پر مشتمل بورڈ کی مجلس عاملہ ہے، بورڈ کے نائبین صدر میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب (دیوبند) مولانا کلب صادق صاحب (لکھنؤ) مولانا مختار احمد ندوی صاحب (ممبئی) مولانا سراج الحسن صاحب (دہلی) مولانا محمد الحسینی صاحب (کرناٹک) ہیں سکریٹریز حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب (مونگیر) جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب (ممبئی) جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب (حیدرآباد) اور خازن جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب (دہلی) ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بورڈ کے سارے پروگرام اور منصوبے معمول کے مطابق چل رہے ہیں، بابری مسجد کی حقیت کا مقدمہ کی کارروائی الہ آباد ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ میں چل رہی ہے بورڈ ہائی کورٹ کے روبرو پیروی کررہا ہے اور شہادتیں پیش کی جارہی ہیں، شریعت اسلامی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے دارالقضاء کے نظام کو وسعت دی جارہی ہے ابھی حالیہ دنوں میں دہرادون میں دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا ہے، دارالقضاء کمیٹی ملک کے مختلف مقامات پر دارالقضاء کے قائم کرنے کے امکانات کا جائزہ لے رہی ہے اس کے لیے برابر دورے ہورہے ہیں۔ اصلاح معاشرہ تحریک کو مربوط اور منظم کرنے کی پوری جدوجہد کی جارہی ہے، اس کے لیے علاقائی وصوبائی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جو اپنے اپنے علاقوں میں موثر قدم اٹھارہے ہیں، اگر ملک کی تمام مذہبی وسماجی تنظیمیں اور ادارے امت کی اصلاح اور سماج کو شرعی احکام کا پابند بنانے کی کوشش کریں تو اس سے سماجی بگاڑ دور ہوسکتا ہے۔ بورڈ بھی اپنی سطح سے کام کررہا ہے دینی قیادت اور مذہبی پیشواؤں کو تعاون کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔

دوسری سب سے اہم بات یہ ہے کہ بورڈ جن حالات میں قائم ہوا آج مسلمان انہیں حالات سے دوچار ہیں مثلاً آج بھی مختلف ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ میں ایسے فیصلے ہورہے ہیں جو شریعت اسلامی کے خلاف ہیں، فرقہ پرست طاقتیں مدارس اسلامیہ کی دہشت گردی کا پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہیں اور اس کے کردار کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بورڈ کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ امت کی اجتماعی شیرازہ بندی کی جائے مسلکی اور گروہی اختلاف سے بلندتر ہوکر دین کے بنیادی فرائض اور شریعت کے بنیادی قوانین کی حفاظت کی کوشش کریں، ہم دشمنوں کی چال کو سمجھیں اور کسی بھی قیمت پر اس سازش کے شکار نہ ہوں، اگر ہم آزمائش کے اس دور میں بھی ایک دوسرے سے ٹوٹے رہیں تو یہ یقیناً ہماری بدقسمتی کی بات ہوگی، بورڈ کے تمام قابل احترام ارکان اپنی اپنی جگہ ایک مرکز اتحاد ہیں لوگوں میں وہ قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں آپ کلمہ واحدہ کی بنیاد پر امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کریں، آخری بات یہ ہے کہ مغربی میڈیا اسلام کی صورت کو بگاڑنے اور احکام شریعت کے بارے میں شک وشبہات ابھارنے میں سرگرم عمل ہیں، اس پروپیگنڈہ کا اثر ہمارے ابناء وطن پر پڑنا ایک فطری امر ہے اس لیے ضرورت ہے کہ ہم خود قانون شریعت کا مطالعہ کریں اور اس پر عمل کریں اور اپنے اندر اس بات کی صلاحیت ولیاقت پیدا کریں کہ لوگوں کی غلط فہمیوں کو دور کرسکیں۔ خدا ہم سب کو شریعت اسلامی کے تحفظ وبقا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، قانون شریعت پر عمل کی توفیق بخشے اور بورڈ کے پلیٹ فارم سے ہمارے ملی اتحاد کو قائم رکھے تاکہ ہم سب مل کر بورڈ کے اعلیٰ مقاصد کو تکمیل تک پہونچاسکیں۔

﴿ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾

نکاح نامہ: صحیح سمت میں اہم قدم

جناب سید شہاب الدین
ممبر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

بعض لوگ اسے ازدواجی مسرتوں کے خزانے کی کنجی کہہ رہے ہیں تو بعض کے نزدیک یہ محض ایک فریب کاری ہے۔ بائیں بازو نے جو ایک مخالفانہ ماحول سے دوچار مذہبی فرقے کے احساسات اور ان میں تبدیلی کے عمل کے محرکات کی سمجھ نہیں رکھتا اسے بہت تاخیر سے اٹھایا جانے والے بہت چھوٹا سا قدم قرار دے کر اس کی مذمت کی ہے۔ دائیں بازو کے ہندو عناصر کے نزدیک یہ ایک متوازی عدالتی نظام قائم کرنے کے رجحان کو تقویت دینے کی ایک اور کوشش ایک اور تقسیم اور ہندوستان میں مسلم حکومت کو بحالی کی طرف جانے والے راستے کا ایک سنگ میل ہے جو ان کے لحاظ سے مسلم ہندوستانیوں کا نصب العین ہے۔ بنیادی دھارے کی سیاسی پارٹیاں اس سے لاتعلق نظر آتی ہیں کیوں انہیں اپنے اس سیاسی کھیل سے ہی فرصت نہیں ہے جس نے ہماری پارلیمانی جمہوریت کو مضحکہ خیز بنادیا ہے۔ مسلمان ہمیشہ کی طرح اس سلسلے میں بٹے ہوئے ہیں۔ شہری مسلم خواص علماء پر اس لیے برہم ہیں کہ مسلم عوام پر اپنا شکنجہ کستے جارہے ہیں۔ دوسری طرف مسلم عوام ہیں جو اپنے ہندو بھائیوں کی ہی طرح، اپنے محدود وسائل کے ساتھ کسی طرح گزر بسر کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور جن کے لیے پیدائش، شادی، علاحدگی اور وراثت زندگی کے عام واقعات ہیں۔ یہ لوگ بڑی حد تک اس معاملے سے لاتعلق ہیں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بھوپال میں منعقد ۱۸ رویں اجلاس (۲۹ راپریل تا یکم مئی ۲۰۰۵ء) میں منظور ماڈل نکاح نامہ انقلابی تبدیلی تو کیا تبدیلی کا بھی کوئی منشور نہیں ہے۔ نہ تو اس کے ذریعے صدیوں سے لگے ہوئے مکڑ جالوں کی صفائی کی جاسکتی ہے اور نہ یہ کوئی ایسا منتر ہے جس سے شریعت اور آئین کے تحت مسلم عورتوں کے حقوق بحال ہوجائیں گے اور انہیں وہ وقار حاصل ہوجائے گا جس کی وہ مستحق ہیں اور اپنے جسم اور زندگی پر اختیار، بچیوں کی حیثیت سے مساوی نگہداشت اور غذا کا حق، تعلیم اور روزگار کا موقع، آمدنی اور جائیداد رکھنے کی صلاحیت، اس کا اختیار کہ انہیں کب اور کس سے شادی کرنی ہے اور کتنے بچے پیدا کرنے ہیں اور من مانے اور فوری طلاق یا شوہر کی دوسری یا کئی شادیوں کے اندیشے سے تحفظ حاصل ہوجائیگا۔

ان سوالوں کا جواب حاصل کرنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ نکاح نامہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے اور بورڈ کو اسے وضع کرنے میں اتنی دیر کیوں لگی ہے۔

نکاح نامہ، معاہدات کو تحریر میں لے آنے کے قرآنی حکم کے مطابق، بنیادی طور پر نکاح کی ایک تحریری دستاویزی صورت ہے۔

نکاح ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان وہ معاہدہ ہے جو دونوں فریقوں کی طرف سے دو گواہوں کی موجودگی میں کسی نکاح خواں کے سوالوں کے جواب میں دی گئی رضامندی کی بنیاد پر عمل میں آتا ہے۔ نکاح نامہ میں مقررہ مہر اور اس کی ادائیگی کا طریقہ اور دونوں فریقوں، نکاح خواں اور گواہوں کے نام اور دستخط درج ہوتے ہیں۔ اس بات پر بحث ہوسکتی ہے کہ نکاح نامہ عدالت میں قابل قبول قانونی دستاویز ہے یانہیں مگر اسے نوٹری کرادیا جائے تو یہ قانونی تنازعے کی صورت میں بطور شہادت قابل قبول ہوجاتا ہے۔ بہرحال اسے ایک مذہبی، اخلاقی اور سماجی قوت حاصل ہے اور اس کے ذریعے شوہر اور بیوی ایک دوسرے اور اپنی اولاد اور املاک سے متعلق واضح حقوق، فرائض اور ذمے داریوں کے رشتے میں منسلک ہوجاتے ہیں۔

ایک عرصے سے مہر کو محض ایک علامتی چیز بناکر رکھ دیا گیا ہے۔ مہر رشتۂ ازدواج کی تکمیل کے پہلے یا فوراً بعد ادا کیا جانا چاہیے۔ مگر شوہر اس کی ادائیگی اپنی سہولت کے مطابق ٹال دیتا ہے۔ مہر روپے میں طے کیا گیا ہو تو وقت گزرنے کے ساتھ اس کی قیمت کم ہوتی جاتی ہے۔ مہر کبھی کبھی ادا ہی نہیں کیا جاتا اور شوہر اس میں رعایت بھی طلب کرتے ہیں بیویاں رعایت دے بھی دیتی ہیں۔

ماڈل نکاح نامے کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس میں مہر کی اصل قیمت کو برقرار رکھنے اور ادائیگی کا طریقہ کار درج کیا گیا ہے جس سے بیوی کو تحفظ حاصل ہوگا۔ اس میں تجویز رکھی گئی ہے کہ مہر سونے یا چاندی یا جائیداد کی صورت میں طے کیا جائے جس کی قیمت کم نہیں ہوتی۔ یہ اس لیے اہم ہے کہ طلاق کی صورت میں مہر اگر پہلے سے ادا نہیں کیا گیا ہے تو اسے فوراً ادا کرنا ہوتا ہے۔ شریعت کے تحت سابق شوہر بیوی کو دیا گیا کوئی تحفہ واپس نہیں لے سکتا، جیسا کہ مسلم خواتین (طلاق کے بعد تحفظ حقوق) ایکٹ ۱۹۸۶ء میں کہا گیا ہے۔ مطلقہ عورت کو نان نفقہ حاصل کرنے کے علاوہ کسی بھی ذریعے سے بچت کرکے حاصل کی گئی رقم بھی اپنے پاس رکھنے کا حق ہے۔ نکاح نامے میں شوہر اور بیوی کے لیے خوش گوار ازدواجی زندگی کا ایک ہدایت نامہ بھی دیا گیا ہے جس میں مسلم کنبوں کی عمومی صورت حال پیش نظر رکھی گئی ہے۔

تاہم ماڈل نکاح نامے کی ایک بڑی خامی کثرت ازدواجی کے معاملے پر اس کی مکمل خاموشی ہے۔ کثرت ازدواجی کو پوری طرح ختم نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ شریعت میں بعض شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر بعض خصوصی حالات وشرائط مثلاً بیوی کے بانجھ پن، مرد کی معاشی استطاعت اور ممکن ہو تو پہلی بیوی کی رضامندی سے مشروط کرکے اس کی ضابطہ بندی ضروری کی جاسکتی ہے۔ اگرچہ مسلم ہندستانیوں میں کثرت ازدواج کا سلسلہ کم وبیش باقی لوگوں جیسا ہی ہے مگر اس معاملے میں ایک واضح موقف اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ اس مستقل اور جھوٹے پروپیگنڈے کی ہوا نکالی جاسکے کہ مسلم ہندستانی ایک سے زیادہ شادیاں، زیادہ بچے پیدا کرکے اپنی تعداد ہندوؤں سے زیادہ کرنے کے لیے کرتے ہیں۔

ماڈل نکاح نامہ میں بالغ مسلم مرد اور عورت کے خود اپنے طور پر نکاح کرنے کے حق کو تسلیم کرتا ہے مگر نابالغوں کے معاملے میں ان کے ولیوں کی موجودگی اور رضامندی ضروری قرار دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں بچوں کی شادی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ واقعتاً کم عمری کی شادیاں جو سارے ملک میں دھڑلے سے ہورہی ہیں مسلم معاشرے میں طفل کشی یا جہیزی ہلاکتوں کی طرح بہت کم ہوتی ہیں۔

ماڈل نکاح نامے پر زیادہ بنیادی نوعیت کی نکتہ چینی اس وجہ سے کی جارہی ہے کہ اس میں طلاق ثلاثہ جسے طلاق بدعت بھی کہتے ہیں